سلسلہ اصلاحی مجالس

ویلنٹائنز ڈے

Valentine's Day

حضرت مولانا عبدالستار صاحب زید مجدہم

سلسلہ اصلاحی مجالس

ویلنٹائن ڈے

حضرت مولانا عبدالستار صاحب حفظہ اللہ

مکتبہ فہمِ دین (وقف)

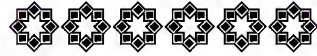
❖ نام کتاب: ویلنٹائن ڈے

❖ وعظ: حضرت مولانا عبدالستار صاحب حفظہ اللہ

❖ تاریخِ طبع: (طبع ثالث) ذوالحجہ ۱۴۲۹ ہجری

❖ تعداد: ۱۱۰۰

❖ ناشر: مکتبہ فہمِ دین (وقف) ڈیفنس فیز ۴



ملنے کا پتہ

مکتبہ فہمِ دین (وقف) نزد جامع مسجد بیت السلام ڈیفنس فیز ۴۔ کراچی

فون: 021-4255122 - 2029184

www.fahmedeen.org

فہرست

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ.

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ o بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ o

﴿اِنَّ الدِّیۡنَ عِنۡدَ اللّٰہِ الۡاِسۡلَامُ o﴾ (آل عمران:۱۹)

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿وَمَنۡ یَّبۡتَغِ غَیۡرَ الۡاِسۡلَامِ دِیۡنًا فَلَنۡ یُّقۡبَلَ مِنۡہُ﴾ (آل عمران:۸۵)

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا﴾ (المائدۃ:۳)

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿وَلَا تَکُوۡنُوۡا کَالَّذِیۡنَ تَفَرَّقُوۡا وَاخۡتَلَفُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَھُمُ الۡبَیِّنٰتُ اُولٰٓئِکَ لَھُمۡ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ﴾ (آل عمران:۱۰۵)

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوا الۡیَھُوۡدَ وَالنَّصٰرٰٓی اَوۡلِیَآءَ بَعۡضُھُمۡ اَوۡلِیَآءُ بَعۡضٍ وَّمَنۡ یَّتَوَلَّھُمۡ مِّنۡکُمۡ فَاِنَّہٗ مِنۡھُمۡ﴾ (المائدۃ:۵۱)

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿لَا تَجِدُ قَوۡمًا یُّؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ یُوَآدُّوۡنَ مَنۡ حَآدَّ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ وَلَوۡ کَانُوۡٓا اٰبَآءَھُمۡ اَوۡ اَبۡنَآءَھُمۡ اَوۡ

اِخۡوَانَھُمۡ اَوۡ عَشِیۡرَتَھُمۡ اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیۡ قُلُوۡبِھِمُ الۡاِیۡمَانَ وَاَیَّدَھُمۡ بِرُوۡحٍ مِّنۡہُ﴾ (المجادلۃ:۲۲)

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡھِمۡ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡھِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ o (آمین)﴾ (الفاتحۃ:۷)

صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡمُ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکۡ وَسَلِّمۡ

میرے معزز مسلمان بزرگو، عزیز بھائیو اور امت مسلمہ کی مقدس ماؤں اور بہنوں!

مسلمانوں کا معاشرہ مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جس طرح چاہیں اپنے معاشرے کی تربیت کر سکتے ہیں اور جس انداز میں چاہیں اسے سنوار سکتے ہیں۔ معاشرے کی پہلی بنیاد اور اکائی ایک مرد اور ایک عورت سے شروع ہوتی ہے۔ الحمدللہ یہاں مرد بھی موجود ہیں اور عورتیں بھی موجود ہیں اس لئے چند گزارشات معاشرے سے متعلق عرض کرنی ہیں۔

اسلام مکمل دین ہے

اسلام مکمل دین ہے اور اللہ نے اسے بطور نعمت ہمیں عطا کیا ہے۔ اسلام کے اندر جہاں عبادت ہے، عقیدہ ہے، وہاں اسلام کی اپنی تہذیب بھی ہے، اپنی معاشرت بھی ہے، اپنے تہوار بھی ہیں، اپنی خوشیاں اور اپنے طور طریقے بھی ہیں۔

مکمل اسلام اور مکمل مسلمان اسی کا نام ہے کہ وہ زندگی کے ہر شعبے میں

مسلمان نظر آئے۔ نظریئے اور فکر کے اندر بھی مسلمان نظر آئے، عبادات کے اندر بھی مسلمان نظر آئے، معاملات کے اندر بھی مسلمان نظر آئے، اخلاق کے اندر بھی مسلمان نظر آئے۔ معاشرت، تہذیب اور رہن سہن کے طریقوں کے اندر بھی وہ مسلمان نظر آئے۔ ان شعبوں کے بغیر اسلام صرف نام کا رہ جاتا ہے۔ حقیقت سے خالی ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ میں ان سب شعبوں سے دستبردار ہو کر بھی مسلمان رہوں تو اپنی سوچ اور فکر میں تو وہ مسلمان رہ سکتا ہے مگر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ہاں وہ مسلمان نہیں ہے۔

ایک شخص نے چاہا کہ میں شیر کی تصویر اپنے جسم پر گدوالوں۔ یہ سوچ کر کسی گدوانے والے کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ میری پشت پر شیر کی تصویر بنا دو۔ گودنے والے نے تصویر بنانے کے لئے سوئی چبھوئی تو اسے تکلیف ہوئی۔ پوچھا کہ بھائی کیا بنا رہے ہو؟ گودنے والے نے کہا: شیر کا سر بنا رہا ہوں۔ اس نے کہا: ارے بھائی شیر سر کے بغیر بھی تو ہوتا ہے، سر کے بغیر ہی بنا دو۔ گودنے والے نے پھر سوئی چبھوئی تو اِس نے پھر پوچھا کہ بھائی اب کیا بنا رہے ہو؟ گودنے والے نے کہا کہ اب شیر کی دم بنا رہا ہوں۔ اس نے کہا: بھائی شیر دم کے بغیر بھی تو ہو سکتا ہے، آپ دم کے بغیر ہی بنا دو۔ اُس گودنے والے نے پھر سوئی چبھوئی تو اِسے تکلیف ہوئی، پھر پوچھا کہ بھائی اب کیا بنا رہے ہو؟ گودنے والے نے کہا: شیر کی ٹانگیں بنا رہا ہوں۔ یہ بولا کہ ارے بھائی ٹانگوں کے بغیر بھی تو شیر ہوتا ہے اس لئے ٹانگوں کے بغیر ہی بنا دو۔ گودنے والے نے پھر سوئی چبھوئی، اِس نے دوبارہ پوچھا کہ اب کیا بنا رہے ہو تو گودنے والے نے کہا کہ شیر کے بازو بنا رہا ہوں۔ اس نے کہا کہ ارے بھائی بازو

کے بغیر بھی شیر ہوتا ہے اس لئے بازو کے بغیر ہی بنا دو۔ گودنے والے نے اپنا سامان پھینک دیا اور کہا کہ ایسا شیر جس کی نہ گردن ہو، نہ پاؤں ہو، نہ دم ہو اور نہ بازو ہوں، میں نے نہیں دیکھا۔

تو سچ کہہ رہا ہوں مسلمانو! اللہ نے ایسا اسلام نہیں اتارا کہ جس کے اندر عقیدہ بھی نہ ہو، عبادت بھی نہ ہو، معاملات بھی نہ ہوں، معاشرت بھی نہ ہو، معیشت بھی نہ ہو مگر پھر بھی وہ اسلام ہو۔ اللہ نے ایسا اسلام نہیں اتارا کہ جس میں تمہیں عقیدے کی ضرورت پڑے تو اپنا من پسند عقیدہ اختیار کر لو بھلے وہ شرک کا کیوں نہ ہو، اپنی من پسند عبادات اختیار کر لو اور ان میں اپنی اختراعات کر لو کہ سب سے بڑی عبادت یہی ہے۔ ساری اختراعات اور تبدیلیاں صرف دین میں ہی کرتے ہو اور اگر معاملہ تہذیب اور معاشرت کا ہو تو پھر تم مغرب کی چوکھٹ پر چلے جاتے ہو۔ سیاست اور معیشت کا معاملہ آجائے تو تم فرانس کی چوکھٹ پر چلے جاتے ہو۔

امت مسلمہ غیور ہے

اللہ نے امت مسلمہ کو غیرت مند بنایا ہے، غیرت سے محروم نہیں کیا۔ اسے در در کی ٹھوکریں کھانے کے لئے محتاج نہیں بنایا، اس کے دامن میں سب کچھ رکھا کہ ساری دنیا اس کی چوکھٹ پر آئے اور یہ دولت اس سے لے کر جائے۔ تو اللہ نے کامل اور مکمل دین اتارا ہے۔ ایسا دین جس کے اندر عقیدہ بھی ہے، عبادات بھی ہیں، معاملات بھی ہیں، معاشرت بھی ہے، اخلاق بھی ہیں، تہوار بھی ہیں، خوشیاں بھی ہیں اور خوشیاں منانے کے طریقے بھی ہیں۔ جو اسلام کے طریقوں کو چھوڑ کر کوئی اور راہ

اختیار کرے گا اللہ کے ہاں وہ ہرگز قابل قبول نہیں ہے۔اللہ پاک کا ارشاد ہے۔

﴿وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْناً فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ﴾ (آل عمران:۸۵)

''اور جو کوئی چاہے اسلام کے علاوہ کوئی اور دین سو اس سے ہرگز قبول نہ ہوگا''۔

اسلام کی اپنی تہذیب، معاشرت اور طریقے ہیں۔لہٰذا مسلمانوں کے لئے کسی دوسرے مذہب یا تہذیب کی نقالی یا طور طریقے اختیار کرنا پسندیدہ عمل نہیں ہے۔

مسلمانوں کی پستی

پچھلے کچھ عشروں سے مسلمان غلامی کی زندگی گزار رہے ہیں۔نہ ان کا اپنا تعلیمی نظام ہے، نہ ذرائع ابلاغ ہیں، نہ سوچنے کی صلاحیت باقی ہے اور تو اور اب تو ان کی سوچ وفکر بھی اپنی نہیں رہی، تہذیب بھی اپنی نہیں رہی، معاشرت بھی اپنی نہیں رہی، خوشیاں بھی ان کی اپنی نہیں رہیں، تہوار بھی ان کے اپنے نہیں رہے۔

غیروں نے آج مسلمانوں کے گرد کچھ اس طرح جال بچھایا ہے کہ مسلمان بتدریج ان ساری دولتوں سے محروم ہوتا چلا جا رہا ہے۔آج مسلمانوں میں جو غیر اسلامی رسومات پھیل رہی ہیں ان کی سب سے بڑی وجہ مغرب کی ذہنی غلامی ہے جو مسلمانوں کے دل و دماغ پر مسلط ہے۔مغلوب قوم کے لوگ چونکہ غالب قوم سے ذہنی طور پر مرعوب ہو جاتے ہیں اور اس پر رشک بھی کرتے ہیں اس لئے انہیں اپنے آقاؤں کی نقل کرنے میں ذہنی تسکین ملتی ہے کیونکہ انہیں اپنے آقاؤں میں قوت اور اقتدار نظر آ رہا ہوتا ہے۔اب تو غیروں کی نقالی اور ان کی رسومات اختیار کرنے کا عمل

اس قدر بڑھ چکا ہے کہ اس بات کا خوف پیدا ہو گیا ہے کہ مسلمان کہیں اسلام کے دائرے سے کفر کے دائرے میں نہ چلا جائے، اس لئے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

''مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ'' (مشکوۃ المصابیح، کتاب اللباس، ص۳۷۵)

''جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا وہ اسی میں سے شمار کیا جائے گا۔''

کفار کی نقالی نہ کیجئے

جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ انہی میں سے ہوتا ہے۔اگر کسی شخص نے کافروں کی تہذیب اختیار کرنا شروع کی تو انہی میں سے شمار کیا جائے گا۔کافروں کی خوشیاں منانا شروع کیں تو آخرت میں انہی کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔اگر ان کے تہوار مسلمان نے منانا شروع کر دیئے تو سمجھ لیجئے کہ گویا اسلام اس سے ختم ہونے والا ہے اور امت مسلمہ سے اس کا تعلق کمزور ہے اور ٹوٹنے کے قریب ہے۔اللہ پاک کا ارشاد ہے:

﴿یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَاتَتَّخِذُوْا الْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰیٓ اَوْلِیَاءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ یَتَوَلَّهُمْ مِنْکُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ﴾ (المائدۃ:۵۱)

''اے ایمان والو! یہود اور نصاریٰ کو اپنا دوست مت بناؤ، وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔اور جو کوئی تم میں سے ان سے دوستی کرے گا تو وہ انہی میں سے ہوگا۔''

اے ایمان والو! یہود اور نصاریٰ سے دوستیاں مت لگاؤ۔اگر لگاؤ گے تو تم انہی میں سے ہو گے، اس لئے کہ باپ کا دشمن بیٹے کا بھی دشمن ہوا کرتا ہے۔ماں کا دشمن حلالی بیٹی کا بھی دشمن ہوا کرتا ہے، ہاں اگر اولاد بے غیرت ہو تو پھر باپ کے دشمن

کے ساتھ دشمنی نہیں کرے گی بلکہ اس سے بھی دوستیاں لگائے گی۔

ارے ہمارے ہزاروں باپ، ہزاروں مائیں اللہ کی عظمت پر قربان، اس لئے میرے عزیزو! اسلام کے غیرت مند بیٹوں کی غیرت کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ کے دشمن کو اپنا دشمن سمجھا جائے۔

اللہ کے دشمنوں سے دوستی نہ کرو

اللہ پاک قرآن میں فرماتا ہے:

﴿یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّکُمْ أَوْلِیَاءَ﴾ (الممتحنہ:۱)

”اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ۔“

یہ قرآن کے الفاظ ہیں۔ اللہ کا حکم ہے مگر اس کی طرف توجہ نہیں ہے۔ توجہ ہے تو غیروں کے خوبصورت الفاظ کی طرف جن کے معنی کچھ اور مفہوم کچھ ہوتا ہے۔ چونکہ زندگی غلامی والی ہے، اس لئے ان کی طرف توجہ ہے۔ غیروں نے اچھی اصطلاحات کو اپنے معنی ومفہوم کے مطابق ڈھال کر ان کے ذہنوں میں ڈال دیا ہے اور یہ اس معنی کے مطابق انہیں استعمال کرتے اور ان پر چلتے ہیں۔

انتہا پسندی ایک خوبصورت لفظ ہے لیکن اہلِ مغرب نے اسے غلط مفہوم و معنیٰ کے اعتبار سے دنیا میں مشہور کر دیا ہے اور اسی معنی میں دنیا والے بشمول مسلمان اسے استعمال کر رہے ہیں۔ انتہا پسندی کا مطلب کیا ہے؟ انتہا پسندی کا مطلب یہ ہے کہ دین پر غیرت کے ساتھ چلنا، مگر اہلِ مغرب نے اسے عدمِ برداشت اور تنگ نظری کے مترادف کے طور پر استعمال کیا ہے۔

میرے بھائیو! یہ بات انتہائی واضح اور اصولی ہے کہ جہاں تک عقائد کا

تعلق ہے ان میں کسی قسم کی نرمی برداشت نہیں، اِس بارے میں قرآن کریم کی تعلیم یہ ہے کہ دین میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔

﴿یَا أَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَافَّۃً﴾ (البقرۃ:۲۰۸)

”اے ایمان والو! تم سب اسلام میں داخل ہو جاؤ پورے کے پورے۔“

اِس کا واضح اور آسان ترین مطلب یہی ہے کہ ایسا بالکل ممکن نہیں کہ آپ مسلمان بھی ہوں اور اسلامی عقائد کا مذاق بھی اڑاتے رہیں ......! آپ یوں تو مسلمان ہوں مگر آپ کا حلقۂ احباب ہندوؤں، یہودیوں، عیسائیوں اور غیر مسلموں پر مشتمل ہو! اسلام غیر مسلموں سے لین دین اور سماجی تعلقات سے منع نہیں کرتا لیکن دوستی سے واضح طور پر منع کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَاتَتَّخِذُوا الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی اَوْلِیَاءَ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَاءُ بَعْضٍ وَّمَنْ یَّتَوَلَّھُمْ مِنْکُمْ فَاِنَّہٗ مِنْھُمْ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ﴾ (المائدۃ:۵۱)

”اے ایمان والو! یہود اور نصاریٰ کو اپنا دوست مت بناؤ، وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں، اور تم میں سے جو کوئی ان سے دوستی کرے تو وہ ان میں سے ہی ہے بے شک اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔“

اسلام اور کفر جدا جدا ہیں

یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ اسلام ایک انتہا ہے تو کفر دوسری۔ اسلام ایک ملّت ہے تو کفر دوسری۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ آپ بتوں کی پوجا بھی کریں اور توحید و ایمان کا دعویٰ بھی کریں۔ کوئی نیا نبی بھی بنا لائیں اور رسول اللہ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا

بھی اعلان کریں۔اسلام کے پانچ بنیادی عقائد یا ان میں سے کسی ایک کا انکار کر دیں اور مسلمان ہونے کا بھی دعویٰ کریں۔غیروں کی تہذیب کی بھی نقالی کریں اور اسلامی تعلیمات پر بھی عمل پیرا ہونے کا اعتراف کریں۔غیروں کے رسوم ورواج پر دل و جان سے فدا ہوں اور دل میں اسلام کی محبت کے بھی قائل ہوں۔

اسی طرح روشن خیالی کے الفاظ بڑے خوبصورت ہیں مگر اس کے جو معانی اہلِ مغرب نے ہمارے ذہنوں میں ڈالے ہیں وہ بڑے خطرناک ہیں۔ ہماری ذہنیت چونکہ غلامانہ ہو چکی ہے اس لئے ہم بڑی آسانی کے ساتھ فکری طور پر ان معانی کو ہضم کر لیتے ہیں۔

روشن خیالی کا مطلب یہ متعین کیا گیا ہے کہ جو حیاء سے محروم ہو، جو بے غیرتی کی زندگی گزارے وہ روشن خیال ہے۔اب چونکہ فکری اور ذہنی طور پر غلامانہ ذہنیت ہے لہٰذا جب کبھی کہیں بھی دین پر چلنے اور اس پر عمل کرنے کی باتیں ہوتی ہیں تو ہمارے ذہنوں میں آتا ہے کہ کیا عجیب انتہا پسندی کی باتیں ہو رہی ہیں کہ آج کل کے دور میں دین پر عمل کرنے کا کہا جا رہا ہے۔

دین پر چلنا انتہا پسندی نہیں

نہیں نہیں میرے بھائیو! حقیقت میں دین پر چلنا انتہا پسندی نہیں بلکہ دینی فریضہ ہے۔یہی دینی غیرت اور حمیت کا تقاضا ہے۔اللہ کا کلام غیرت سکھاتا ہے۔غیرت بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔غیرت ایمانی بھی کسی چیز کا نام ہے۔ہم غیور لوگ ہیں۔امت مسلمہ غیور امت ہے۔ اللہ پاک امت مسلمہ کو غیرت مند دیکھنا چاہتا ہے۔

مسلمان ماں، بہن، بیٹی کو غیرت مند دیکھنا چاہتا ہے تاکہ یہ کسی کے در کی بھکاری نہ بنیں۔ یہ اللہ کے دشمنوں کی تہذیب اختیار نہ کریں، ان کی معاشرت کو اختیار نہ کریں۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَكُمْ هُزُوًا وَّ لَعِبًا﴾ (المائدۃ:۵۷)

’’اے ایمان والو! مت اختیار کرو (ان لوگوں کی دوستی) جو تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بناتے ہیں۔‘‘

ارے مسلمانو! دیکھو ایسا مت کرو، جو لوگ تمہارے دین کو کھیل تماشہ بناتے ہیں، اس کا مذاق اڑاتے ہیں، ان کے ساتھ دوستیاں مت لگاؤ۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓی اَوْلِیَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ وَّمَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ﴾ (المائدۃ:۵۱)

’’اے ایمان والو! یہود اور نصاریٰ کو اپنا دوست مت بناؤ، وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔اور جو کوئی تم میں سے ان سے دوستی کرے گا تو وہ انہی میں سے ہوگا۔‘‘

کافر آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں، جو ان سے دوستیاں لگائے گا تو وہ انہی میں سے شمار ہوگا۔

اسلام کے اپنے طور طریقے ہیں۔قرآن نے اعلان کیا ہے کہ جو واقعی غیرت ایمانی رکھنے والا مسلمان ہے اور حقیقی ایمان کی دولت اس کے پاس موجود ہے اس کے دل میں غیروں کی دوستی اور محبت پروان نہیں چڑھ سکتی۔ارشادِ خداوندی ہے:

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ اِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيْرَتَهُمْ اُولٰئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ﴾ (المجادلۃ:۲۲)

”آپ نہیں پائیں گے کسی قوم کو جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر یقین رکھتی ہو کہ وہ ایسوں سے دوستی کریں جو اللہ اور اس کے رسول کے مخالف ہوئے خواہ وہ (مخالفت کرنے والے ان کے) اپنے باپ ہوں یا اپنے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے گھرانے کے۔ان کے دلوں میں اللہ پاک نے ایمان کو لکھ دیا ہے اور ان کی مدد کی ہے اپنے غیب کے فیض سے۔“

آپ اس قوم کے اندر جس میں ایمان کی دولت موجود ہے،کبھی یہ چیز نہیں پائیں گے کہ وہ اللہ کے دشمنوں کے ساتھ دوستیاں لگاتی پھر رہی ہو۔اس قوم کے افراد ایسے غیرت والے ہوتے ہیں کہ اگرچہ ان کا باپ، بھائی یا ان کا قریبی رشتہ دار ہی کافر کیوں نہ ہو مگر وہ ایمانی غیرت کی بنا پر ان قریبی رشتہ داروں سے بھی دوستیاں نہیں لگاتے۔ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ پاک کا فرمان ہے کہ یہ وہی لوگ ہیں جن کے دل پر میں نے ایمان کو محفوظ کر دیا ہے، ایمان کی مہر لگا دی ہے اور یہی ایمان والے ہیں۔

اسلام کی اپنی تہذیب ہے

تو میرے عزیزو! اللہ رب العزت نے اسلام کو بحیثیت مکمل دین کے نازل فرمایا ہے۔اسلام کی اپنی تہذیب ہے، اس کے اپنے تہوار ہیں۔اسلام کے تہوار اور خوشیاں اتنی خوبصورت اور جامع ہیں کہ ان میں جہاں انسان کی طبیعت کی رعایت

ہے، وہاں اس کی آخرت سنوارنے کے اسباب بھی موجود ہیں۔جہاں دنیا کی خوشیوں کا سامان ان میں ہے، وہاں آخرت کی خوشیوں کا سامان بھی اللہ پاک نے ان میں رکھا ہے۔عید الفطر ہے، عید الاضحیٰ ہے جہاں اچھا لباس پہننے کی نہ صرف اجازت بلکہ حکم ہے۔اچھا کھانے کی ترغیب ہے۔خوشی منانے کی ترغیب بھی ہے لیکن ساتھ ساتھ یہ بھی حکم ہے کہ میرے سامنے جھکو، میرا شکر ادا کرو تا کہ یہاں بھی خوشی حاصل ہو اور کل قیامت میں بھی تمہیں خوشی نصیب ہو۔

ارے! یہاں بھی اچھا کھاؤ، اچھا پیو لیکن اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدائیں بلند کرتے ہوئے تھوڑی دیر اللہ پاک کے دربار میں بھی حاضری دو تا کہ یہاں بھی خوشیاں مناؤ اور وہاں جہاں تم نے پائیدار زندگی گزارنی ہے وہاں بھی سدا خوشیاں تمہیں نصیب ہوں۔ارے! جمعے کا دن تمہاری خوشی کا دن ہے، تمہاری عید کا دن ہے۔

حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ اللہ پاک نے اس جمعے کے دن کے اندر ایک گھڑی ایسی رکھی ہے کہ اس گھڑی میں رب ہر اس بندے کو دعا کی قبولیت کا تحفہ ضرور دیتا ہے جو اس گھڑی کے اندر اپنے رب کے سامنے دامن پھیلاتا ہے، کوئی بندہ مومن اس گھڑی سے محروم نہیں ہوتا۔(صحیح مسلم، کتاب الجمعۃ، ج ۱، ص ۲۸۱، قدیمی) اگر اس گھڑی ہاتھ پھیلا دے، دامن پھیلا دے تو اللہ پاک اپنی بے پایاں رحمت کے خزانے سے اس کا دامن بھر دیتا ہے۔

ارے! خوشی کا دن ہے، خوشی کا دن۔آج خوشی بھی مناؤ اور رب کی طرف سے تحفے بھی لو، رب کی طرف سے ہدیے بھی لو۔اللہ بھی خوشی میں اضافہ فرماتا ہے۔

قبولیت کی گھڑی

علماء ومحدثین نے لکھا ہے کہ اکثر حضرات کی اس بارے میں رائے یہ ہے کہ جمعے کے دن عصر کے بعد کا وقت قبولیت کا وقت ہے اور جب وہ گھڑی ختم ہو رہی ہوتی ہے تو مغرب کا وقت قریب ہوتا ہے۔ یہی وہ وقت ہے کہ جس میں اللہ دعا کرنے والوں کی دعا کو رد نہیں کرتا۔ (نووی شرح صحیح مسلم، ج۱،ص۲۸۱، قدیمی)

مسلمانوں کی کمزوری

تو میرے دوستو! مسلمان کی خوشیاں اپنی ہیں لیکن میں عرض یہ کر رہا ہوں کہ چونکہ ہم مسلمانوں کی تعلیم اپنی نہیں رہی، ہمارے ذرائع ابلاغ اپنے نہیں رہے، ہماری اولاد جس ماحول میں جارہی ہے اس کے نتیجے میں اس کی سوچ اپنی نہیں رہی، فکر اپنی نہیں رہی اور گھر میں ابا اماں نے بچوں کو وہ ماحول نہیں دیا جس ماحول میں رہ کر ان کے دل کے اندر ایمان کی جڑیں مضبوط ہوتیں، ان میں ایمانی غیرت آتی اور وہ یہ پہچانتے کہ ہماری تہذیب یہ ہے، ہمارے تہوار یہ ہیں، ہماری خوشیاں یہ ہیں مگر چونکہ مسلمان ان سب چیزوں سے محروم ہو چکا ہے اس لئے آج مسلمان غیروں کے تہوار کو اپنا تہوار سمجھ کر منانے لگ گیا ہے۔ آپ اپنے اردگرد موجود ماحول اور معاشرے پر غور کیجئے کہ یہاں کے مسلمان نوجوانوں میں مغرب کی غیر اسلامی اور بت پرستانہ روایات اور رسومات کس طریقے سے پھیل رہی ہیں۔ مثال کے طور پر یومِ محبت (ValentineDay)، بسنت، یومِ دوستی (Friendship Day) اور سالگرہ (Birth Day) وغیرہ۔

ویلنٹائن ڈے کی تاریخ

یومِ محبت یا (Valentine Day) کی ابتدا رومی بت پرستوں سے ہوئی ہے۔ اس تہوار کے پس منظر میں ان کے باطل معبودوں کی تعظیم پائی جاتی ہے۔ عیسائیوں کے اکثر تہواروں کی طرح اس کی جڑیں بھی بت پرست رومیوں تک پہنچتی ہیں۔ قدیم روما میں نوجوان لڑکے لڑکیوں کا ایک تہوار منایا جاتا تھا۔ اس تہوار میں کنواری لڑکیاں محبت کے خطوط لکھ کر ایک بہت بڑے گلدان میں ڈال دیتی تھیں۔ اس کے بعد محبت کی اس لاٹری میں سے روم کے نوجوان لڑکے اُن لڑکیوں کا انتخاب کرتے جن کے نام کا خط لاٹری میں اُن کے ہاتھ میں آیا ہوتا۔ پھر وہ نوجوان لڑکے لڑکیاں کورٹ شپ (Courtship) کرتے یعنی شادی سے پہلے آپس میں ہم آہنگی (Under Standing) پیدا کرنے کے لئے ملاقاتیں کرتے تھے۔ اس کے بعد عیسائیت کے مذہبی رہنماؤں نے اس مشہور بت پرستانہ رسم کو ختم کرنے کی بجائے اِسے سینٹ ویلنٹائن ڈے کے تہوار میں بدل دیا۔ ویبسٹر فیملی انسائیکلوپیڈیا کے مقالہ نگار کے مطابق سینٹ ویلنٹائن (جس کی وفات ۲۶۹ عیسوی میں ہوئی) کی زندگی کا اِس تہوار یا جو کچھ اِس تہوار میں کیا جاتا ہے اُس سے کوئی تعلق نہیں۔

اسلامی رو سے جو آدمی اس تہوار کو مناتا ہے یا ایسے تہواروں کی محفل میں شرکت کرتا ہے وہ درحقیقت مشرکین کے تہوار منا رہا ہوتا ہے اور جو مشرکوں کے تہوار مناتا ہے اس کے اعمال اور نیکیاں ساری کی ساری ضائع ہو جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَوۡ أَشۡرَكُوا لَحَبِطَ عَنۡهُم مَّا كَانُوا يَعۡمَلُونَ﴾ (الانعام:۸۸)

’’اور اگر یہ لوگ شرک کرتے تو ضرور ضائع ہو جاتا جو کچھ انہوں نے کیا تھا (یعنی جو نیکیاں کی تھیں)‘‘

مشرکوں نے شرک کیا اللہ پاک نے ان کی ساری نیکیاں ضائع کر دیں۔ شرک کی نحوست یہ بھی ہے کہ اللہ پاک جنت کو اس پر حرام کر دیتا ہے۔ یومِ محبت کا ایک پہلو تو یہ ہے کہ یہ مشرکانہ پس منظر رکھتا ہے۔ پھر وقت کے ساتھ ساتھ عیسائیوں نے اس کا انداز بدل کر اسے یومِ محبت کی شکل دے دی اور اس کے حقیقی پس منظر کے بجائے اس کا جو جھوٹا پس منظر بتایا اور اسے بیان کرنے کے لئے جس قسم کی محبت کی کہانیاں گھڑی گئیں انہیں بتانے سے بھی گھن آتی ہے کہ مسلمان معاشرہ ان کا تحمل ہی نہیں کر سکتا۔ غیرت مند بہنیں اور بیٹیاں ان کہانیوں کے سننے کی متحمل ہی نہیں ہو سکتیں اس لئے کہ وہ باحیاء ہیں جب کہ ان کہانیوں کا پس منظر اور مواد سب کا سب حیاء باختہ قسم کا ہے۔

عیسائیوں کی آج یہی کوشش ہے کہ مسلمان معاشرے کے اندر اس تہوار کو رواج دے دیا جائے اور اتنا عام کر دیا جائے کہ اسلامی تہذیب، اقدار، تعلیمات اور تشخص بے حیائی کے اس سیلاب کے اندر بہہ جائے اور مسلمان اپنی عبادات، فرائض، اعمال اور ذمہ داریوں کو بھول کر اسی میں گم ہو جائے۔

اسلامی تہذیب کی سب سے بڑی خصوصیت

اسلامی تہذیب کی سب سے بڑی خصوصیت ’’شرم و حیا‘‘ ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

’’ اِنَّ لِكُلِّ دِيۡنٍ خُلُقاً وَ خُلُقُ الۡاِ سۡلَامِ اَلۡحَيَاءُ ‘‘

(مؤطا امام مالک، باب ماجاء فی الحیاء، ص ۷۰۵)

’’ہر دین کا ایک اخلاق ہوتا ہے اور اسلام کا اخلاق حیا ہے۔‘‘

میرے عزیزو! حیا کا اصل مادہ عربی زبان میں ’’حیات‘‘ ہے جس کا مطلب ’’زندگی‘‘ ہے۔ یعنی امت مسلمہ کی زندگی ’’شرم و حیا‘‘ سے ہے اور بے حیائی مسلمان قوم کی موت ہے۔ اسی لئے آج ہماری زندگیوں سے اس شرم و حیاء کو مختلف طریقوں سے ختم کرنے کے لئے سر توڑ کوششیں کی جارہی ہیں۔

غیر مسلموں کے تہوار نہ منائیں

میرے عزیزو! جب مسلمان یہ تہوار منانے کے لئے عیسائیوں کے ساتھ شریک ہوتا ہے تو اس کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوتا ہے کہ بسا اوقات انسان ایمان سے ہی محروم ہو جاتا ہے ورنہ کم از کم درجہ یہ ہے کہ آدمی جان بوجھ کر حرام کا ارتکاب کر رہا ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اللہ پاک نے قرآن کریم کے اندر اس بات سے منع فرمایا ہے اور نبی کریم ﷺ نے بھی اپنے ارشادات میں اس قسم کے کاموں سے اجتناب کرنے کا حکم دیا ہے۔

آج نوجوان مسلمان بچے اور بچیاں مغربی تہذیب کا شکار ہو کر اس تہوار کو منانے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی سر توڑ کوشش کرتے نظر آتے ہیں۔ گھروں میں، اسکولوں میں، کالجوں میں، یونیورسٹیوں میں، دفتروں میں اس تہذیب کو فروغ دیا جارہا ہے۔ آج ٹی وی، ریڈیو، ڈراموں، میوزک شوز، لچر افسانوں اور فلموں کے ذریعے نوجوانوں کے جنسی جذبات کو نہ صرف مشتعل کیا جاتا ہے بلکہ انہیں

بے حیائی کے جدید ترین طریقے بھی سکھائے جاتے ہیں۔اس کے بعد نوجوان لڑکے لڑکیاں ای میل، انٹرنیٹ، چیٹنگ اور سیل فون (جس کے اندر اب بے حیائی کو مزید بڑھانے کے لئے کیمرے، مووی میکر اور میوزک پلیئر وغیرہ کی سہولیات مہیا کردی گئی ہیں) کے ذریعے معاشقے کرتے ہیں اور ویلنٹائن کے دن ان کا بھرپور استعمال کرتے ہیں۔اس دن ہمارے ملک کے (ایک اسلامی ملک کے) بڑے شہروں میں میوزیکل کنسرٹس منعقد کئے جاتے ہیں جو بے حیائی کا مرقع ہوتے ہیں اور ان میں شرکت کرنے والے لڑکے لڑکیوں کو تلقین کی جاتی ہے کہ وہ سب سرخ رنگ کی قمیصوں میں ملبوس ہوکر آئیں۔یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ عیسائی آرٹ میں سرخ رنگ کو شیطان کے ساتھ منسوب کیا جاتا ہے۔اور درحقیقت شیطان تو اسی بے حیائی کا درس دیتا ہے جس کے مظاہرے کے لئے ہمارے ملک کے یہ نوجوان بچے اور بچیاں سرخ لباس پہن کر میوزیکل شوز میں شامل ہوتے ہیں۔اللہ پاک کا ارشاد ہے:

﴿اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ﴾ (البقرۃ:۲۶۸)

شیطان تمہیں مفلسی سے ڈراتا ہے اور بے حیائی کے کاموں کی ترغیب دیتا ہے۔

ارے مسلمانو! ذرا دیکھو تو سہی کہ یہ اسلامی تہذیب کے منافی ہے، اسلام کے خلاف ہے، مسلمانوں کی ایمانی غیرت کے منافی ہے۔اس لئے ہم مسلمان مردوں اور عورتوں کو چاہئے کہ ہم اپنے معاشرے کو دیکھیں کہ یہ کس رخ پر چل رہا ہے؟ ہم کس رخ پر چل رہے ہیں؟ ایسا نہ ہو کہ ہم بغیر کسی سمت کے یونہی اندھا دھند مغربی تہذیب کی غلط راہوں پر بڑھتے چلے جائیں اور معاملہ اتنا آگے بڑھ جائے کہ

ہاتھ سے نکل جائے۔پھر ہم اپنی اولاد کو اس سے بچانا چاہیں بھی تو بچا نہ سکیں، اس راستے سے واپس لوٹنا چاہیں بھی تو لوٹنے کا کوئی راستہ ہی نہ ملے۔

مغربی تہذیب کے حامی نام نہاد روشن خیال طبقے کے افراد کا اس بارے میں یہ کہنا ہے کہ یہ تو محبت کا ایک انداز ہی تو ہے اور ہم اپنی اس محبت کا عملی اظہار کرتے ہیں تو پھر اس میں بری کون سی بات ہے اور برائی کا پہلو کہاں سے نکلتا ہے؟

اسلام کا نظریۂ محبت زیادہ وسیع ہے

میرے عزیزو! پہلی بات تو یہ ہے کہ اسلام کے اندر محبت کی اپنی قیود وحدود ہیں۔اسلام کوئی ایسا مذہب نہیں ہے کہ جس میں انسانی فطرت کی رعایت نہ رکھی گئی ہو، محبت انسان کی فطرت کا تقاضا ہے، انسان کے من کا تقاضا ہے، انسان کی طبیعت کے اندر محبت کرنے کا مادہ رکھا گیا ہے۔اسلام نے محبت کرنے سے روکا نہیں ہے بلکہ اس کے طریقے بتائے ہیں۔

اسلام میں محبت کے طریقے

اسلام محبت کرنے کے یہ طریقے بتاتا ہے کہ محبت کرو اپنے اللہ سے، محبت کرو رسول اللہ سے اور پھر ان کے تابع ہوکر ان کے ارشادات کی حدود میں رہ کر اپنے والد سے محبت کرو، اپنی والدہ سے محبت کرو، اپنی بیوی سے محبت کرو، اپنی اولاد سے محبت کرو، نیک لوگوں اور صلحاء سے محبت کرو، دین داروں سے محبت کرو۔بیوی کو یہ حکم دیا کہ اپنے شوہر سے محبت کرو۔ارے! اسلام کہاں محبت سے روکتا ہے۔اسلام تو ہر سطح پر محبت کرنے کا حکم دیتا ہے۔یہ محبت کا دن تو وہ طبقہ منائے جن کے ہاں محبت نام

کی کوئی چیز ہی نہ ہو، جہاں سے محبت کا وجود ہی ختم ہو گیا ہو۔ جو سال میں ایک ہی دفعہ جاتے ہوں باپ کے پاس اولڈ ایج ہوم میں، اپنے ابا سے محبت کا ظہار کرنے کے لئے۔ دفتروں میں دونوں کو فرصت نہیں ہے۔ چلو ایک دن تحفے تحائف کا تبادلہ ہو جائے۔ وہ ادھر دفتر میں جارہی ہے یہ ادھر دفتر میں جارہا ہے، پورا سال نوبت ہی نہیں آئی تحفے تحائف دینے کی، اب موقع ملا ہے تو چلو تحفے تحائف کی تقسیم ہو جائے۔ یا اس معاشرے کے اندر جہاں محبت کے لئے کوئی حد نہیں ہے۔ حرام محبت ہے یا حلال محبت اس کی کوئی تمیز نہیں ہے، ایسی محبت جو دلوں کو عذاب میں مبتلا کرنے والی ہو وہ محبت نہیں ہے وہ عشق نہیں ہے بلکہ وہ تو فسق ہے، وہ تو حرام ہے، وہ تو گناہ ہے۔

مسلمانوں کی تہذیب کو اِس تہذیب سے کوئی مناسبت ہی نہیں ہے۔ اسلام میں تو مرد ہر روز کوئی ایسا انداز اختیار کرتا ہے کہ جس سے اس کی بیوی کی محبت میں اضافہ ہو، اسلام تو کہتا ہے کہ روز بیوی کوئی ایسا طرز اختیار کرے کہ جس سے اس کے شوہر کی محبت میں اضافہ ہو۔ اسلام بیٹے سے یہ کہتا ہے کہ باپ کی ایسی اطاعت کر کہ تیرے باپ کے دل میں تیری محبت ایسی بڑھے کہ اس کے ہاتھ اٹھ جائیں۔

اسلام تو ہر ساعت، ہر گھڑی محبت کی رہنمائی کر رہا ہے لیکن اس کی کچھ حدود ہیں، کچھ قیود ہیں کہ کس طریقے سے اس کام کو کیا جائے۔

ویلنٹائن کے تہوار کو منانے کے جواز میں یہ دلیل دینا کہ یہ محبت کا عملی اظہار ہے، اس سے اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں بالکل بے بنیاد بات ہے۔ آپ ذرا یہ دیکھیں کہ مغرب کی یہ گندی تہذیب جس کے اندر یہ تہوار ہر سطح پر منایا جاتا ہے وہاں محبت کی کیا اوسط ہے؟ ان کے معاشرے میں گھروں کے اندر محبت کا عنصر کتنا

ہے؟ کتنے فیصد لوگ آپس میں حقیقی محبت سے رہتے ہیں؟

دورِ حاضر کا احوال

عموماً یہ کہا جاتا ہے کہ ازدواجی زندگی سے پہلے اگر محبت ہو جائے تو ازدواجی زندگی بڑی کامیاب رہتی ہے، لیکن دنیا میں جتنے سروے اس موضوع پر ہوئے ہیں ان کے نتائج اس مفروضے کے بالکل برعکس ہیں۔ میرے سامنے قاہرہ سے ہونے والا ایک سروے آیا جس میں انہوں نے پوری دنیا کا سروے لے کر اپنی رپورٹ مرتب کی اور نتائج میں یہ لکھا کہ ایسی محبت جو ازدواجی زندگی سے پہلے ہوتی ہے اور پھر اس محبت کی بنیاد پر جو شادیاں کی جاتی ہیں، ان شادیوں میں سے 88% شادیاں ناکام ہوتی ہیں اور صرف 12% شادیاں ہی کامیاب رہتی ہیں۔ اس کے بالمقابل وہ شادیاں جو اسلامی معاشرے کی روایات کے مطابق اسلامی اقدار اور احکامات کے مطابق ہوتی ہیں، ایسی شادیوں میں کامیابی کا تناسب 78% پایا گیا ہے۔

قابلِ غور بات یہ بھی ہے کہ جس معاشرے کے اندر یہ تہوار منایا جاتا ہے وہاں عورتوں پر ہونے والے مظالم کی اوسط خطرناک حد تک بڑھی ہوئی ہے۔ فرانس میں کئے جانے والے ایک سروے کی رپورٹ کے مطابق ۱۰ ملین عورتیں اپنے شوہروں کے مظالم کا شکار ہوتی ہیں، یا پھر ان مردوں کے مظالم کا شکار ہوتی ہیں جوان کے ساتھ رہتے ہیں اور ان میں سے چار ہزار عورتیں ان مظالم کی وجہ سے ہلاک ہو جاتی ہیں۔

ارے! غور کیجئے کہ یہ ہمیں غلط رخ دیا جارہا ہے۔ ہمارے سامنے ایک

گندی تہذیب (جو درحقیقت شیطانیت ہے اور شیطان کے کاموں پر مشتمل ہے) کوخوبصورت بنا کر پیش کیا جارہا ہے۔اللہ پاک نے فرمادیا ہے کہ

﴿وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ اَعْمَالَهُمْ﴾ (النمل:۲۴)

''اورشیطان نے انہیں ان کے کام (خوبصورت بنا کر) دکھار کھے ہیں۔''

گندگی اچھائی کے لبادے میں

ہمارے سامنے گندگی کوخوبصورت رنگ میں پیش کیا جاتا ہے۔ برائی کو اچھائی کے انداز میں سامنے لایا جاتا ہے اور کہا یہ جاتا ہے کہ اس میں آزادی ہے، تفریح ہے،خوشیاں ہیں۔اس سے محبتیں فروغ پاتی ہیں۔اس سے دلجوئی ہوتی ہے۔ اس سے طبیعت کے اندر تھوڑا سا نشاط پیدا ہوتا ہے۔

ارے! ایسا کچھ نہیں ہوتا بلکہ اس سے گھر برباد ہوتے ہیں،نسلیں برباد ہوتی ہیں،حیا لُٹ جاتی ہے، جوانیاں داغ دار ہو جاتی ہیں،بیٹیوں کی عفت ختم ہو جاتی ہے،نوجوان کا شباب داغ دار ہوجاتا ہے،بیٹا باپ کا نہیں رہتا،بیٹی ماں کی نہیں رہتی۔

ارے! اس سے تو گھر اجڑا کرتے ہیں، خاندان برباد ہوا کرتے ہیں، ارے خاندانی نظام ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتا ہے۔ سچ کہہ رہا ہوں کہ یہ جتنے بھی جرائم ہو رہے ہیں،اگر آپ ان کے پس منظر میں جائیں تو آپ کو ان کے پس منظر میں کوئی بدکار یا بدکاری کرنے والی ملے گی۔ جس ملک کے اندر قانون کی بالا دستی بھی نہ ہو، عدل وانصاف بھی نہ ہو اور خدانخواستہ وہاں کی قوم بھی آوارہ ہوجائے تو پھر اس قوم کا اللہ ہی حافظ ہے۔ پھر وہاں جرائم کی جو اوسط ہوگی اس کی کوئی انتہا نہیں ہوگی۔ پھر وہاں امن وامان نام کی کوئی چیز نہیں ہوگی۔ وہاں جان،عزت اور آبرو کوئی چیز محفوظ

نہیں ہوگی۔

مغربی تہذیب سے اجتناب کریں

تو میرے عزیزو! الحمد للہ ثم الحمد للہ ہم مسلمان ہیں۔ ہمارے اپنے تہوار ہیں،اپنی خوشیاں ہیں،اپنی تہذیب ہے، ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم ان چیزوں سے نفرت کا اظہار کریں۔یادرکھیں کہ اگر کوئی خود ایسا نہیں کرتا لیکن اس قسم کی محفلوں میں شریک ہوتا ہے تو خطرہ ہے کہ اسے بھی کہیں انہی میں سے شمار نہ کرلیا جائے اس لئے کہ نبی پاک ﷺ کی حدیث ہے کہ

''مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ'' (مشکوۃ المصابیح، کتاب اللباس، ص ۳۷۵)

''جوکسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا وہ اسی میں سے شمار کیا جائے گا۔''

ویلنٹائن ڈے کی مبارک باد دینا حرام ہے

لہٰذا ایسے موقع پر کسی کو مبارک باد دینا بھی حرام ہے۔ویلنٹائن کے موقع پر بھی مبارک باد دینا حرام ہے۔کوئی آدمی شراب پی رہا ہے اور آپ اسے مبارکباد دے رہے ہیں،کوئی آدمی زنا کررہا ہے اور آپ اسے مبارک باد دے رہے ہیں، یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے کوئی کافروں کے تہوار منا رہا ہو اور آپ اسے مبارک باد دے رہے ہوں۔جس طریقے سے شراب پینے کے سبب انسان کے اندر سے ایمان نکل جاتا ہے،زنا کرنے کی وجہ سے ایمان اندر سے نکل جاتا ہے،اسی طرح کافروں کی تہذیب اور تہوار کو پسند کرتے ہوئے اسے منانے سے بھی ایمان اندر سے نکل جاتا ہے،ختم ہو جاتا ہے۔

اہلِ ایمان غیر شرعی کام نہیں کرتے

جو ایمان والے ہوتے ہیں وہ ایسی محفلوں میں شریک نہیں ہوا کرتے۔ اللہ پاک ایمان والوں کی صفات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ﴾ (الفرقان:۷۲)

''اور جو لوگ شامل نہیں ہوتے جھوٹے کاموں میں''

تو کسی بھی انداز میں اس قسم کے تہواروں کو منانا صرف گناہ ہی نہیں بلکہ ایمان کے لئے خطرہ ہے۔ ایسا کرنے سے ایمان لُٹ جاتا ہے۔

اس لئے میرے عزیزو! ہم پر لازم ہے کہ اپنے ارد گرد کے ماحول اور معاشرے کو سنوارنے کی کوشش کریں، اپنی اولادوں کو صحیح راستہ بتائیں، اپنے گھروں کا ماحول سنواریں اور اس کے لئے فکر کریں۔

بد قسمتی یہ ہے کہ ہم نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ کیا کریں جی معاشرہ ہی ایسا ہے۔ کیا کریں جی، اس معاملے میں ہم کیا کر سکتے ہیں۔

میرے دوستو! ایسا کہنے سے ہماری جان نہیں چھوٹے گی۔ ہمیں اپنی سی سعی کرنی ہوگی، اپنی سی کوشش کرنی ہوگی۔ توانائیاں صرف کرنی پڑیں گی۔ جی ہاں! ورنہ معاملہ بہت آگے بڑھ جائے گا۔ اسلام ختم ہو جائے گا۔

اولادوں کا ایمان نہیں رہے گا تو کیا باپ سے پوچھ نہیں ہوگی کہ کس گندگی کے اندر اولاد کو بھیج دیا تھا؟ اور پھر پلٹ کر یہ بھی نہیں پوچھا تھا کہ تمہارے ایمان کا کیا حال ہے۔ کیا ایمان ایسی گھٹیا چیز ہے؟ (العیاذ باللہ) ایمان ایسی معمولی چیز ہے کہ چند ٹکوں کی خاطر اپنی اولاد کو ایمان سے محروم کر دیں۔ میرے دوستو! یہ کوئی ایسی چیز تو

نہیں ہے کہ یہ اندر سے نکلتا ہی نہیں ہے۔ ایسا تو نہیں ہے کہ مسلمانوں میں رہتے رہیں اور ایک مرتبہ کلمہ پڑھ لیں اور مطمئن ہو جائیں کہ بس اب ایمان کہیں نہیں جائے گا۔ ایسا نہیں ہے۔ ایمان تو ایسی چیز ہے کہ یہ آتا بھی ہے اور جاتا بھی ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ اس امت کے کچھ لوگ پہلی قوموں کے قدم بقدم ایسے چلیں گے کہ اگر انہوں نے اپنی ماں سے بدکاری کی ہو گی تو یہ بھی اپنی ماں سے بدکاری کریں گے، اگر وہ گوہ کے بل کے اندر داخل ہوئے ہوں گے تو یہ بھی اس بل کے اندر داخل ہوں گے۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ کیا اس سے یہود و نصاریٰ مراد ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: اس کے علاوہ اور کون؟ (مشکوۃ المصابیح، کتاب الایمان والاعتصام بالکتاب والسنۃ) یعنی مسلمان ان کے قدم بقدم چلیں گے۔

اس حدیث کے تناظر میں آپ دیکھیں کہ آج قدم بقدم جو کچھ وہ کر رہے ہیں وہی ہم کر رہے ہیں اسی میں ہم ترقی سمجھ رہے ہیں۔ اسی کا نام وسیع الظرفی رکھ دیا ہے۔ اور جو کوئی ایسا کر رہا ہے اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ بڑا کشادہ دل والا ہے، بڑا روشن خیال ہے، بڑا وسیع القلب ہے، حالات کے مطابق اسے چلنا آتا ہے۔ وسیع الذہن ہے، اس کی رائے بڑی وسیع ہے (العیاذ باللہ) یہ سب گھٹیا باتیں ہیں۔ بیہودہ باتیں ہیں۔

اسلام وسعتِ ظرفی کا سبق دیتا ہے

ارے میرے عزیزو! اسلام سے بڑھ کر کوئی وسیع الظرف مذہب نہیں ہے۔

ہاں مسلمان کا دل بہت کشادہ ہے لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ غیرت سے ہی محروم ہو جائے۔ غیرت اپنی جگہ پر ہے، ایمانی غیرت اپنی جگہ پر ہے۔ یہ مطلب بھی نہیں کہ ہم دوسروں کے طور طریقے اپنا لیں، دوسروں کے تہواروں کو اپنانے لگیں۔ اسلام کی تو اپنی تہذیب، ثقافت، تمدّن اور رہن سہن کے طریقے ہیں، خوشیوں کے اپنے طریقے ہیں۔

اس لئے میرے دوستو! یہ جو آج ہمارے معاشرے کے اندر ایک سیلاب آ رہا ہے غیروں کی تہذیب اور ان کے تہوار منانے اور ان کو اپنانے کا سیلاب، یہ مسلمانوں کے ایمان کے لئے خطرہ ہے۔ ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم اس سیلاب کے آگے بند باندھیں، ہمت کریں، ایسے لوگوں کی حوصلہ شکنی کریں جو اس سیلاب کو بڑھانے میں مدد کر رہے ہیں۔

گناہ کے کام میں معاون نہ بنیں

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ (المائدۃ:۲)

اور مدد نہ کرو گناہ پر اور ظلم پر۔

یاد رکھیں! اگر کوئی دوکاندار اس موقع پر خاص لباس بناتا ہے، سرخ لباس بناتا ہے، سرخ پھولوں کا انتظام کرتا ہے، سرخ چیزیں بیچتا ہے تو اس کا یہ عمل بھی ان کے ساتھ تعاون ہے۔ یہ معاونت کر رہا ہے ان کی۔ افسوس یہ ہے کہ آج کا مسلمان ان چند ٹکوں کی خاطر یہ سب کچھ کرتا ہے۔ اس کے نزدیک پیسہ عزیز ہے، اپنی تہذیب عزیز نہیں ہے، اس کے نزدیک دنیا کی ترقی عزیز ہے، اپنا ایمان عزیز نہیں ہے۔ اس

کے نزدیک اپنی دولت عزیز ہے، مسلمانوں کا ایمان اسے عزیز نہیں ہے۔ مسلمانوں کی تہذیب کی اسے کوئی فکر نہیں ہے کہ وہ کہاں لٹ رہی ہے، معاشرے سے نیست و نابود ہو رہی ہے۔

تو میرے عزیزو! ہماری اپنی تہذیب ہے، اپنے طریقے ہیں، اپنے تہوار ہیں اس لئے اللہ کے لئے اگر ہماری اولاد یہ کر رہی ہے تو ان سے توبہ کروائیں اور انہیں خیر کے ماحول میں لائیں۔ اپنے گھروں کا ماحول ایمانی بنائیں، اس لئے کہ باہر کے حالات سخت بے دینی کے ہیں۔

پہلے مسلمان گناہ کرتا تھا تو اسے شرمساری ہوتی تھی۔ اب تو مسلمان گناہ کرتا ہے اور فخر کرتا ہے۔ کیا ہمت ہے مسلمان کی! دراصل وہ اللہ پاک کا یہ ارشاد بھول گیا ہے کہ

﴿فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ﴾ (البقرۃ:۱۷۵)

''سو وہ دوزخ پر کس قدر صبر کرنے والے ہیں۔''

اللہ کہتا ہے کہ یہ ان کی جرأت ہے کہ کیسے آگ پر صبر کر رہے ہیں، یہ بڑی ہمت کی بات ہے ﴿فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ﴾ کیسے یہ آگ پر صبر کر رہے ہیں؟ کیسے یہ اپنے گھروں کے اندر گناہ کے انگارے لا رہے ہیں اور اس پر فخر کر رہے ہیں۔ بڑے دل گردے کی بات ہے۔

یہ نہیں سوچتے کہ ہو سکتا ہے میرے گھر کے اندر اس گناہ کے آنے سے میرے گھر کی محبتیں لٹ جائیں، یہ نہیں سوچتے کہ ہو سکتا ہے میرے گھر میں اس گناہ کے آنے سے میرے گھر کا اتفاق و اتحاد لٹ جائے، یہ نہیں سوچتے کہ ہو سکتا ہے

میرے گھر کے اندر اس گناہ کے آنے سے میرے گھر کی برکت ختم ہو جائے، یہ نہیں سوچتے کہ ہوسکتا ہے میرے گھر کے اندر اس گناہ کے آنے سے میرے گھر کا سکون اور چین لُٹ جائے، یہ نہیں سوچتے کہ ہوسکتا ہے میری زندگی میں گناہوں کے آنے سے اولاد کی فرمانبرداری ختم ہو جائے۔ یہ نہیں سوچتے کہ ہوسکتا ہے اللہ کی نافرمانی میری زندگی میں آنے سے بیوی کی اطاعت ختم ہو جائے۔ بیوی یہ نہیں سوچتی کہ ہوسکتا ہے میری زندگی میں اللہ کی نافرمانی آنے کی وجہ سے، گھر میں گناہوں کے آنے کی وجہ سے ماں کی شفقت اور محبت ختم ہو جائے۔ یہ نہیں سوچتے کہ ہوسکتا ہے گھر کے اندر اللہ کی نافرمانی آنے کی وجہ سے جان و مال غیر محفوظ ہو جائیں، انہیں احساس ہی نہیں ہے۔ ڈاکو آجائے تو انہیں فکر ہو جاتی ہے کہ کچھ غلط ہوسکتا ہے۔

گھر میں گناہ کا آجانا بہت خطرناک بات ہے

ارے میرے عزیزو! گناہوں کا گھروں میں آجانا ڈاکو سے زیادہ نقصان دہ ہے، ڈاکو کے آنے سے زیادہ زہریلا ہے، وہ اس سے زیادہ جان لیوا ہے لیکن وہ ایمان کی روشنی نہیں رہی جس روشنی سے رسول اللہ ﷺ کی باتیں نظر آئیں، اپنے نبی ﷺ کی باتوں پر یقین آئے، اپنے نبی کی سچائی پر یقین آئے، وہ آنکھیں نہیں رہیں، وہ دل نہیں رہے۔

اس لئے میرے عزیزو! ہم الحمد للہ مسلمان ہیں اور ہمیں اپنے اسلام پر فخر ہونا چاہئے، خوشی ہونی چاہئے۔

پیارے نبی ﷺ نے ایک پیاری دعا سکھائی ہے کہ اے مسلمانو! جب کھانا

کھاؤ، اللہ کی مادی نعمتوں کو استعمال کرو تو اس اللہ کا شکریہ ادا کرو۔ فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَ سَقَانَا وَ جَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

(جامع ترمذی، ج۲، ص۱۸۴، قدیمی)

''تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور ہمیں مسلمانوں میں سے بنایا۔''

اللہ نے جو روحانی نعمت دے رکھی ہے اس کا بھر پور شکریہ ادا کرو۔ ﴿وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ﴾ اللہ تیرا احسان ہے تو نے ہمیں مسلمان بنایا ہے۔ اے اللہ! تیرا احسان ہے کہ تو نے مسلمانوں کو خوبصورت تہوار دیئے ہیں، خوبصورت عبادت کی صورت میں اپنے ساتھ تعلق بنانے کے طریقے سمجھائے ہیں، خوبصورت اخلاق دیئے ہیں، خوبصورت معاشرت دی ہے، خوبصورت نظریات اور فکر دی ہے۔

الحمد للہ اس پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اللہ نے اتنی بڑی دولت دی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو اور اپنے اردگرد کے ماحول کو مغربی تہذیب سے بچانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

ہماری کمزوری

اصل میں ہماری کمزوری یہ ہے کہ ہم نے اپنے گھروں کے اندر مغربی تہذیب کے آلات اور مغربی تہذیب سکھانے والے بہت سارے استاد رکھے ہوئے ہیں، اس لئے کہ جو ہم دیکھتے اور سنتے ہیں وہی سب ہماری اولاد دیکھتی اور سنتی ہے۔ ہم اس کا اثر لیتے ہیں۔ ہمارے گھروں میں وہ کیا دیکھتے ہیں؟ تعلیمی اداروں کے اندر بھی وہ کچھ نہ کچھ سنتے ہیں، پھر گھروں کے اندر بھی آکر انہیں مغربی تہذیب سکھانے

والے آلات سے واسطہ پڑتا ہے۔ باپ باہر چلا جاتا ہے یہ خیال نہیں ہوتا کہ اس کی بیٹی کیا تہذیب سیکھ رہی ہے؟ ذرائع ابلاغ کے ذریعے وہ لوگ اپنی تہذیب بھی سکھا رہے ہیں، اپنے فیشن بھی سکھا رہے ہیں، اس لڑکی کی حیاء بھی ختم کر رہے ہیں، اس کے اندر سے اسلامی تہذیب کو کھرچ کھرچ کر نکال بھی رہے ہیں اور اپنی عظمت کا سکہ بھی بٹھا رہے ہیں کہ اگر تم ہماری ثقافت اختیار کرو گے تو تم ترقی یافتہ بنو گے۔ ہماری تہذیب اختیار کرو گے تو سوسائٹی کے اندر بڑے آدمی بنو گے، ہاں تم ہمارے نظریات قبول کرو گے، ہمارے تہواروں میں شریک ہو گے تب تم معاشرے میں بڑے انسان بنو گے۔ اس کی عظمت دل میں بٹھا رہے ہیں ذرائع ابلاغ کے ذریعے، تعلیم کے ذریعے۔ تو مسلمان بچہ احساس کمتری کا شکار ہونے لگتا ہے اپنی تہذیب اختیار کرتے ہوئے، اپنے نبی کا طریقہ اختیار کرتے ہوئے، اس لئے کہ وہ سنتا الٹا ہے، دیکھتا الٹا ہے، اس کے کانوں میں غلط باتیں پڑ رہی ہیں، اس کے استاد ایسے ہیں، اسے ماحول ایسا مل رہا ہے تو وہ احساسِ کمتری کا شکار ہوگا اس لئے ضرورت ہے کہ اسے ایسے ماحول میں لاؤ کہ احساس کمتری کا مرض اس کے اندر سے نکلے، اسے خوشی ہو کہ الحمد للہ میں مسلمان ہوں، الحمد للہ میں اسلامی تہذیب کا علمبردار ہوں، عورت کو بھی خوشی ہو کہ الحمد للہ میں اسلامی معاشرت کو اختیار کر رہی ہوں۔ اپنے معاشرے کے اندر دیکھیں نا کہ اسلامی لباس میں لپٹی ہوئی عورت کسی محفل میں جائے تو بسا اوقات وہ احساسِ کمتری کا شکار ہوتی ہے اور ایک مغربی تہذیب کے لباس میں ملبوس عورت آئے تو بڑے فخر کے ساتھ آتی ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ اردگرد کے ماحول نے اسے فخر کرنا سکھا دیا ہے۔ جب کہ اس بارے میں رسول کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ

ایک وقت آئے گا کہ ایسا لباس پہنا جائے گا کہ عورتیں لباس پہننے کے باوجود بھی ننگی ہوں گی۔ (صحیح مسلم، ج۲، ص۲۰۵، قدیمی)

صحابہ کرام ؓ کو یہ بات سمجھ میں نہیں آئی اس لئے کہ اس دور کے اندر تو اس بات کا تصور بھی نہیں تھا لیکن حضور ﷺ کی زبان سے بات نکلی اور انہوں نے یقین کر لیا۔ اس حدیث کے مطابق آج واقعی یہ منظر نظر آ رہا ہے کہ لباس اس قدر تنگ ہے کہ جسم کی ساری ساخت نظر آ رہی ہے، یا اس قدر باریک ہے کہ اندر کا سارا جسم جھلک رہا ہے، یا کاٹ پیٹ کر کے اسے اتنا مختصر کر دیا کہ سارا جسم نظر آ رہا ہے، لباس ہے پھر بھی ننگی ہے۔ یہ وہ فتنے ہیں جنہوں نے ہمارے معاشرے میں ڈیرے ڈال رکھے ہیں۔

برائی کے آگے بند باندھیں

میرے عزیزو! اللہ کے لئے برائی کو روکنے کی کوشش کریں، اس کا راستہ روکیں، بے حیائی کے سیلاب کے آگے بند باندھیں۔ اگر ہم نے بند نہ باندھا، ہمت نہ کی تو کچھ نہیں بچے گا، گھر اجڑ جائیں گے، اولادیں گھروں سے بھاگ جائیں گی، ماں باپ کے لئے عذاب بن جائیں گی۔ ہاں خاندان بکھر جائیں گے۔

ارے! مغرب کو دیکھو تو سہی کہ جب انہوں نے گندی تہذیب اختیار کی تو اس کے بعد کیا ہوا؟ دیکھیں تو سہی کہ کون سا گھر وہاں آباد ہے، وہاں ماں، بیٹی، بہن کا تصور کہاں ہے؟ انہوں نے تو ان سارے تصورات کو بازاروں اور چوکوں میں آ کر پاش پاش کر دیا ہے، وہاں ماں، بہن، بیٹی کا تصور ہی ختم ہے۔

اسلام میں عورت کا تصور

الحمدللہ اسلام میں بیٹی کا اپنا خوبصورت تصور ہے، بہن کا اپنا خوبصورت تصور ہے، بھائی کی عزت اور آبرو ہے۔ عورت مرد کی زندگی کی ساتھی ہے، ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔ یہ اسلام کا دیا ہوا خوبصورت تصور ہے لیکن مغرب کو یہ کھٹکتا ہے، یہ تہذیب اسے کھٹکتی ہے، یہ خوبصورت نظام کھٹکتا ہے، یہ خوبصورت معاشرت کھٹکتی ہے۔ اس نے یہ جال بچھائے ہیں کہ مسلمانوں کے اندر سے یہ ساری خوبصورت روایات ختم ہو جائیں۔

ایمان کے معاملے میں سادہ نہ بنیں

اس لئے میرے دوستو! ہم لوگ اتنے سادہ بھی نہ بنیں کہ ہمارا ایمان ہی لٹ جائے اور ہمیں خبر ہی نہ ہو، ہمارے گھروں کی حیا ہی لٹ جائے اور ہمیں خبر ہی نہ ہو۔ ہمارے نوجوانوں کی حیا اور عفت ہی ختم ہو جائے اور ہمیں خبر ہی نہ ہو۔ ہماری بیٹیوں کی پاک دامنی ہی لٹ جائے اور ہمیں خبر ہی نہ ہو۔ ارے گھر لٹ جائیں اور ہمیں خبر ہی نہ ہو، اتنی سادگی بھی ہم نے نہیں رکھنی میرے دوستو۔

حضور ﷺ نے فرمایا: ''مؤمن سادہ ضرور ہوتا ہے لیکن ایک ہی جگہ سے دو دفعہ ڈسا نہیں جاتا۔'' ہم تو نہ جانے کتنی مرتبہ ڈسے جا چکے ہیں، ہم تو ہر بار دھوکہ کھا رہے ہیں اس لئے اللہ رب العزت نے اسلام کی شکل میں جو عظیم الشان نعمت دی ہے اس کی قدر کریں۔ اس لئے اللہ کا شکر ادا کریں اور اپنے ماضی کی زندگی پر اللہ پاک کے سامنے ندامت کے ساتھ اشک بہائیں۔ حضور ﷺ کا مبارک فرمان ہے:

''اَلنَّدَمُ اَلتَّوبَۃُ'' (ابن ماجہ، باب ذکر التوبۃ، ص۳۱۳، قدیمی)

''ندامت ہی توبہ ہے۔''

اپنے ماضی کی زندگی پر آنسو بہانا توبہ کی حقیقت ہے۔ اپنے اللہ سے معافی مانگیں۔ اے اللہ! اب تک اس نعمت کی جو ناقدری ہوئی ہے وہ معاف فرما دے۔ ہم اپنی پوری کوشش کریں گے کہ اپنی آئندہ کی پوری زندگی اسلام کے مطابق گزاریں گے۔ اس سلسلے میں ہم سے جتنا ہو سکے گا ہم ضرور کریں گے۔ (ان شاء اللہ) اس بات کی ہمت کریں اس لئے کہ اللہ نے ہر شخص کو معاشرے کے اندر کچھ مرتبہ دیا ہے کچھ مقام دیا ہے، کچھ ذمہ داریوں کا اہل بنایا ہے۔ الحمدللہ کوئی ڈاکٹر ہے، کوئی انجینئر، کوئی پروفیسر ہے، کوئی باپ ہے، کوئی بھائی ہے، سب مختلف صلاحیتوں کے مالک ہیں۔

میرے عزیزو! اس لئے جہاں تک ہماری ہمت ہے وہاں تک اسلامی زندگی کو رواج دیں۔ جہاں تک ہم کر سکتے ہیں خدارا وہاں تو کوتاہی نہ کریں۔ مرد بھی اور عورت بھی، دونوں اپنی سی صلاحیتیں لگائیں باقی معاملہ اللہ کا ہے۔ اللہ اس کو اور آسان کر دے گا۔ شرط صرف یہ ہے کہ ہر شخص اس کو اپنی ذمہ داری سمجھ کر انجام دے۔

اللہ مجھے اور آپ کو کہنے سننے سے زیادہ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین

وَاٰخِرُدَعْوَانَااَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ.

